تاریخ اعثم کوفی
از
احمد بن ابو محمد بن علی اعثم کوفی

از

احمد بن ابو محمد بن علی اعثم کوفی

ناشر

علی پبلیکیشنز، جنازگاہ، مزنگ لاہور

میری ماں کا نام لیتا تو میں تلوار کی دھار سے اس کا جواب دیتا مگر آپؑ اور آپ کے ماں باپؑ کی حرمت بہت بڑی ہے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن تمہیں عبیداللہ کے پاس ضرور لے چلوں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں ہرگز نہ جاؤں گا۔ اور مجھے تیرے ارادے کی ذرا پرواہ نہیں تو کیا کر سکتا ہے۔ حر نے کہا اگر میری اور میرے لشکر کی جانیں بھی اس معاملہ میں جاتی رہیں تو بھی مجھے گوارا ہے۔ میں عبیداللہ کے پاس ضرور لے چلوں گا۔ امام حسینؑ نے کہا اچھا اپنے لشکر سے نکل کر سامنے آ۔ اور میں بھی اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو کر تیرے سامنے آتا ہوں کہ دونوں آپس میں جنگ کریں۔ اگر تو نے مجھے مار ڈالا تو تیرے امیر کی اور تیری مراد بر آئی گے۔ اور اگر تو مارا گیا تو خلقت تیرے پنجے سے آزاد ہو جائے گی۔ حر نے کہا یا ابا عبداللہ مجھے آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ آپ کے ساتھ سے علیحدہ نہ ہوں۔ یہاں تک کہ آپ کو عبیداللہ کے پاس پہنچا دوں۔ خدا کی قسم مجھے سخت ناگوار ہے کہ کوئی ایسی بات کہوں یا ایسی حرکت کروں جو آپ کی ناخوشی کا باعث ہو۔ مگر کیا کروں دوسرے کا مقرر کیا ہوا ہوں اور محکوم مجبور ہوتا ہے۔ میں نے اس گروہ سے بیعت کر رکھی ہے اور ان کے حکم سے آپ کے پاس پہنچا ہوں۔ اور خوب جانتا ہوں کہ قیامت کے دن تمام خلقت کو آپ ہی کے نانا کی شفاعت کی ضرورت پڑے گی۔ میں حیران و پریشان اور خوفزدہ ہوں کہ آپ سے لڑنے کی نوبت نہ آئے پھر شفاعت کی امید کیا خاک ہو سکتی ہے خدانخواستہ مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو گئی جس سے حضرت کے جسم مبارک کو کچھ تکلیف پہنچی تو دنیا و آخرت دونوں جگہ میرے واسطے خرابی ہی خرابی ہے اور اگر آپ کو عبیداللہ کے پاس نہ لے جاؤں تو میں کوفہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ہاں دنیا وسیع ہے۔ خدا کی پناہ قیامت کے دن آپ کے نانا کی شفاعت سے محروم رہ جانے کی نسبت یہی بہتر ہے کہ کسی اور طرف نکل جاؤں۔ آپ اس شارع عام سے نہیں بلکہ کسی غیر معروف راستے سے کسی اور سمت کو چلے جائیں۔ اور میں عبیداللہ کو لکھ دوں گا کہ حسینؑ کسی اور طرف چلے گئے۔ اور مجھے نہیں ملے۔ پھر تو مجھے آپ کے نانا کی شفاعت کی کچھ امید باقی رہے گی۔ اور یا امام میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اپنی جان پر رحم کریں اور کوفہ نہ جائیں۔

آپ نے فرمایا اے حر کیا تو یہ بات اس لئے کہتا ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔ حر نے کہا اے فرزند رسولؐ ہاں۔ بلاشک آپ سلامتی سے مکہ کو واپس چلے جائیں۔

امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا تم میں سے کوئی شخص اس شارع کے سوا کوفہ کے اور کسی غیر معروف راستے سے بھی واقف ہے۔ طرماح بن عدی نے کہا اے فرزند رسولؐ میں ایک اور راستہ سے بھی واقف ہوں۔ آپ نے فرمایا اس رستے سے آگے آگے روانہ ہو کر ہمیں لے چل۔ طرماح آگے ہو لیا اور امیر المومنین حسین مع اہل بیت و اصحاب اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ دوسرے دن طرماح نے مقام غذیف مخامات پر پہنچا دیا۔ اب قیام کرنے کے بعد دیکھا کہ حر بھی اپنے لشکر سمیت اس مقام پر آ پہنچا ہے۔ امام حسینؑ نے پوچھا ہمارے پیچھے پیچھے یہاں تک چلے آنے کا کیا سبب ہے؟ تو نے نہ کہا تھا کہ آپ غیر معروف راستہ سے جہاں چاہیں چلے جائیں۔ ہم یہاں چلے آئے اور تو کس لئے ہمارے نشان قدم پر چل کر یہاں آ پہنچا ہے۔ حر نے کہا جب آپ اس جگہ سے روانہ ہو گئے تھے تو عبیداللہ کا ایک اور خط آیا جس نے مجھے بزدل اور کم ہمت کہہ کر سخت تاکید اور ملامت کی ہے کہ امام حسینؑ کو کیوں جانے دیا اور میرے پاس نہ لایا۔ حسینؑ نے کہا اب ہمیں نینوا جانے دے۔ حر نے کہا ہرگز جانے نہ دوں گا۔ اب میرے قابو کی بات نہیں رہی۔ یہ قاصد عبیداللہ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے کہ میرے ہمراہ رہ کر ہر ایک گفتگو اور کارروائی اس سے جا کر بتائے۔

جناب امیر المومنین حسین علیہ السلام کے دوستوں میں سے ایک شخص زہیر بن قیس بجلی نے کہا، آپ ہمیں اجازت دیجئے

کہ ان سے جنگ کریں۔ ہمیں آئندہ مواقع پر فوجوں کے مقابلے کی نسبت ان کے ساتھ لڑنا زیادہ مشکل نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے۔ لیکن میں لڑائی میں پہل نہیں کر سکتا۔ اگر یہ لوگ لڑائی شروع کر دیں گے تو میں ان کے دفیعہ کے لئے جنگ کروں گا اور مناسب ہے کہ اس وقت ہم کربلا کی طرف روانہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہاں سے دریائے فرات قریب ہے۔ یہ لوگ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی ان سے جنگ کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں گے۔ اب حضرت کچھ مغموم ہوئے اور اسی جگہ قیام فرمایا۔ حر بھی ایک ہزار سواروں سمیت مقابل میں اتر پڑا۔ امام حسینؑ نے کاغذ اور قلم دوات منگا کر ان کوفی سرداروں کے نام جن سے مدد کی امید تھی اس مضمون کے خط لکھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف سے سلیمان بن صرد' مسیب بن نجبہ' رفاعہ بن شداد' عبیداللہ بن وال' اور جماعت مومنین کو معلوم ہو کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو جو حرام باتوں کو حلال سمجھتا' اللہ تعالیٰ کا عہد توڑتا' رسول خداؐ کی سنت کو مٹاتا' اور خلق خدا کے ساتھ ظلم اور گناہوں کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اچھا سمجھے اور اس کے قول و فعل کو پسند کرے۔ اور اس کے کردار سے انکار نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈالے گا۔ تم خوب جانتے ہو کہ اس جماعت نے ہمارا حق چھین لیا ہے۔ اور یہ گناہ گار ہیں' شیطان کی فرمانبرداری کرتے' اللہ کے احکام کو پس پشت ڈالتے' حرام کو حلال اور حلال کو حرام سمجھتے ہیں۔ اور میں اپنے ناناؐ کی خلافت کے لئے ان سب سے بہتر اور زیادہ حقدار ہوں۔ تم نے جو خط مجھے بھیجے اور قاصدوں کی زبانی وعدے کئے ہیں وہ سب تمہیں یاد ہی ہوں گے۔ اگر تم اپنے وعدوں کو پورا نہ کرو گے اور عہد شکنی پسند کرو گے تو یہ امور بھی تم سے بعید نہیں ہیں۔ میرے باپ' بھائی' مسلم کے ساتھ تم نے ایسا ہی کیا اور ان کی مخالفت اختیار کی۔ جو شخص تمہارے اقراروں پر بھروسہ یا تمہارے قول کو سچ سمجھے وہ بیوقوف ہے۔ و من نکث فانما ینکث علی نفسہ و سیغنی اللہ علیکم والسلام!

پھر خط کو بند کر کے مہر لگا دی اور قیس بن مسہر صیداوی کے حوالہ کر کے فرمایا کوفہ پہنچ کر وہاں کے نامی اشخاص کو دینا۔ قیس نے کہا بسرو چشم! اور وہ خط لے کر جانب کوفہ روانہ ہوا۔ عبیداللہ نے پیشتر ہی سے راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ کہ بہت ہوشیاری سے خبر لیتے رہیں۔ اگر حسین ابن علیؑ کی طرف سے کوئی شخص خط لائے تو اسے میرے پاس پکڑ لائیں۔ قیس نے کوفہ کے قریب پہنچ کر دور سے عبیداللہ کے ملازم حصین بن نمیر کو دیکھا۔ اس نے اسے دیکھ کر خط چاک کر دیا۔ حصین نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قیس کو پکڑ لائیں اور خط کے پرزے اٹھالیں پھر اسے عبیداللہ کے پاس لے گئے۔ اس کا اور خط چاک کر دینے کا حال سنایا۔ پسر زیاد نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا علی ابن ابی طالب کے گروہ کا ایک آدمی ہوں۔ پوچھا تو نے خط کیوں پھاڑ ڈالا ہے؟ کہا اس لئے کہ تو اس کے مضمون سے واقف نہ ہو جائے۔

پھر پوچھا وہ خط کس نے لکھا تھا کہا امیر المومنین حسین ابن علی نے۔ پھر پوچھا کن شخصوں کے نام تھا؟ کہا کوفہ کے ان لوگوں کے نام جنہیں میں نہیں جانتا۔ پسر زیاد نے غضبناک ہو کر قسم کھائی کہ تو میرے سامنے سے جانے نہ پائے گا جب تک یہ نہ بتائے گا کہ وہ خط کن اشخاص کے نام تھا۔ اور منبر پر بیٹھ کر علیؑ' حسنؑ' حسینؑ کو سخت اور سست نہ کہے گا۔ ان دونوں باتوں میں سے ایک بات اختیار کرنی چاہئے۔ تب میرے ہاتھ سے رہائی پا سکتا ہے۔ ورنہ میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ قیس نے کہا۔ میں ان لوگوں کو جانتا نہیں جن کے نام جناب امام حسین علیہ السلام نے یہ خط لکھا تھا۔ نہ انہیں بتا سکتا ہوں۔ رہا سخت سست کہنا یہ بہت آسان بات ہے جیسا تو کہتا ہے میں منبر پر بیٹھ کر ویسا ہی کہہ دوں گا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ اسے جامع مسجد میں لے جا کر تمام خلقت کے سامنے منبر پر جگہ دیں تاکہ وہ سب کو سنا سنا کر علی اور اس کی اولاد پر لعن و تبرا کہے۔ قیس کو لے جا کر مسجد کے منبر پر بٹھا دیا گیا۔ لوگ آنے لگے۔ جب آدمیوں سے تمام مسجد

پر ہو گئی قیس نے منبر پر کھڑے ہو کر بہت اچھا خطبہ پڑھا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر درود بھیج کر اہل بیت نبوت کی تعریف و توصیف بیان کی۔ اور جناب امیر المومنین علیؑ حسنؑ اور حسینؑ پر درود بھیج کر تمام اہل بیت نبوت کے مدائح اور اوصاف جمیلہ ظاہر کیے۔ پھر عبیداللہ اور اس کے باپ زیاد پر لعنت بھیج کر جناب امام حسینؑ کا تمام حال کہہ سنایا۔ اور آپ کے بہت سے اوصاف اور اکثر مناقب بیان کر کے لوگوں کو بیعت کی طرف ترغیب دلائی۔ لوگوں نے عبیداللہ سے یہ حال جا کر کہا اس نے حکم دیا کہ اسے پکڑ لائیں اور کوٹھے پر لے جا کر سرنگوں گرا دیں جس سے سب ہڈیاں چور چور ہو جائیں۔

غرض قیسؒ شہادت پا کر رحمت الٰہی کے شامل حال ہو گئے۔ امام حسین علیہ السلام نے اس حال سے آگاہ ہو کر فرمایا انا للہ انا الیہ راجعون۔ اور بہت دیر تک مغموم رہے اور کہا اللہ تعالیٰ قیس پر رحمت نازل فرمائے اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ خدا اسے نیک جزا عطا فرمائے۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص ہلال بن نافع نے عرض کی یا بن رسول اللہ آپ کے نانا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم تمام لوگوں کو اپنا دوست نہ بنا سکے۔ بعض آپ کے دوست تھے اور بعض منافق تھے۔ ظاہر میں تو باتوں سے دوستی کا دعویٰ کیا کرتے تھے لیکن بعض کے دلوں میں عداوت تھی۔ یہی جناب علی مرتضیٰ کے ساتھ کیفیت تھی۔ کچھ آدمی آپ کے ہوا خواہ اور دوست تھے۔ فرمانبرداری اور اعانت سے پیش آتے تھے۔ اب جو شخص اپنے عہد کو توڑ ڈالے اور آپ کے خلاف ہو جائے وہ اس کا بدلہ دیکھ ہی لے گا۔ آپ مشرق و مغرب جہاں چاہیں جائیں ہم ہرگز آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ اور حکم الٰہی پر راضی رہیں گے۔ ہمارا دوست وہی شخص ہو گا جو آپ کو عزیز سمجھے گا اور جو شخص آپ کو دشمن جانے گا وہ ہمارا بھی دشمن ہو گا۔

جناب امام حسینؑ نے اسے دعائے خیر دے کر اپنی اولاد، بھائیوں اور خاندان کو اپنے سامنے طلب فرمایا۔ اور ان کے چہروں پر نظر ڈال کر رونے لگے اور کہا اے خدا ہم تیرے پیغمبر کی عترت ہیں۔ ان لوگوں نے ہمیں گھر سے نکالا، پھر ناناؐ کے گھر سے علیحدہ کیا۔ بنی امیہ ہمارے قتل و گرفتار اور ظلم و ستم میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔ اے خدا تو ظالموں سے ہمارا بدلہ لے۔ اس کے بعد وہاں سے جانب کربلا سفر کیا۔ منزل بہ منزل چلے جاتے۔ بدھ یا جمعرات کا دن دوسری محرم ۶۱ھ کو وارد کربلا ہوئے۔ جناب امام حسینؑ نے پوچھا یہی زمین کربلا ہے۔ ہمراہیوں نے کہا ہاں یہی میدان کربلا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ ایذا اور مصیبت کی جگہ ہے۔ ہماری قتل گاہ، ہمارے لوگوں کا احاطہ اور ہمارے اونٹوں کی جائے خواب یہی جگہ ہو گی۔ اسی خاک پر ہمارے خون بہیں گے۔ اسباب کو دریائے فرات کے کنارے ایک طرف اتارا اور خیمے کھڑے کیے۔ بھائی اور چچا زاد بھائی ہر ایک اپنے اپنے واسطے خیمے لگاتا تھا۔ غرض امام حسینؑ کے خیمہ کے گرد آپ کے دوستوں اور محبوں کے خیمے کھڑے ہو گئے۔ سب لوگ تو اپنے اپنے خیموں میں آرام سے لیٹ رہے۔ اور امام حسین علیہ السلام اپنی تلوار کی صفائی میں مصروف ہوئے۔ غلام ابو ذر غفاری آپ کے پاس حاضر تھا۔ اور بحالت تفکر یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

یا دھر اف لک من خلیلی　　کم لک بالاشراق و الاصیلی

من طالب و صاحب قبیلی　　ما اقرب الوعد من الرحیلی

و کل حی سالک السبیلی　　و انما الامر الی الجلیلی

آپ کی بہنوں زینبؑ و ام کلثومؑ نے آواز سن کر کہا اے بھائی یہ کس کی آواز ہے جو اپنے قتل کا یقین کیے ہوئے ہے۔ حضرت نے فرمایا اے بہن لو ترک القطا لنا زینبؑ نے کہا و اسکملناه اے کاش میں مرجاتی اور یہ دن نہ دیکھتی۔ میں نے نانا جناب محمد مصطفیٰؐ کی وفات دیکھی اپنے باپ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کا مرنا دیکھا۔ اور اپنی پاک و پاکیزہ ماں فاطمہ